دورِ جدید کی فقہی ضروریات اور بین الاقوامی اِسلامی یونیورسٹی کا کردار
(ایک تجزیاتی مطالعہ)

* ڈاکٹر اِکرام الحق یٰسین

یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ تعلیمی ادارے جہاں افراد کی فکری اور روحانی تربیت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں وہاں ممالک اور اداروں کے لیے انتظامی رہنمائی کی فراہمی میں بھی ان کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔شریعتِ اِسلامیہ میں نظام زندگی کی ضابطہ بندی کو فقہ کہا جاتا ہے۔اس ضابطہ بندی نے صدیوں تک مسلم معاشرے کو فنی شعور فراہم کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔عصرِ حاضر میں دینی مدارس تو تعلیم فقہ میں خدمات سرانجام دے ہی رہے ہیں، ان کے ساتھ ساتھ پاکستان کی اکثر جدید جامعات میں بھی کسی نہ کسی درجے میں اس کی تدریس وتحقیق کا کام جاری ہے مگر بین الاقوامی اِسلامی یونیورسٹی کو اس سلسلے میں خاص مقام حاصل رہا ہے۔ بلکہ اگر یوں کہہ دیا جائے کہ اِس کی نشتِ اَول کا خمیر ہی عناصرِ فقہیہ سے عبارت ہے تو بے جا نہ ہوگا۔اس جامعہ اور دیگر جامعات دینیہ وعصریہ کی فقہی خدمات میں کمی وکیفی تفاوت یقیناً قابلِ ملاحظہ ہے۔

تاسیسی پس منظر

یونیورسٹی کا تاسیسی پسِ منظر نامہ شاید قرونِ وسطیٰ میں مسلمانوں کے سیاسی تنزل سے شروع ہونے والے اضطراب کا تسلسل ہے۔ممالکِ اسلامیہ کے تعلیمی وتحقیقی ادارے جو صدیوں سے علم کی شمع جلائے ظلمت کدۂ جہل وجفا میں ﴿اَضاءَ تْ مَا حَولَهُ﴾[سورۂ بقرہ2:17] (اس نے اردگرد کو روشن کردیا) کی تفسیر پیش کر رہے تھے، سیاسی شطرنج بازوں کے ہاتھوں جوئے کی بھینٹ چڑھنے کے بعد ایک ایک کرکے جان کی بازی ہار گئے۔علماء ومدرسین اور فقہاء ومحققین کچھ انہی معرکہ ہائے جہاں گیری میں گاجر مولی کی طرح کاٹ پھینکے گئے اور کچھ تڑپتی روحوں اور زخمی دلوں کے ساتھ در بدر ہوگئے۔دیکھتے ہی دیکھتے جوامع اجڑ گئیں، مجامع بکھر گئے اور جامعات لُوٹ کر جلادی گئیں یا ویران کردی گئیں۔یہی حال کچھ سرزمینِ ہند کا بھی ہوا۔ یہاں بھی صدیوں تک فقہِ اسلامی پر مشتمل قوانین رائج رہنے کے بعد ملک پر انگریز کا اثر رسوخ بڑھا تو یہاں کے قوانین بدل دیے گئے اور نظامِ تعلیم کو یکسر ختم کرکے نیا انگریزی نظام جاری کردیا گیا۔ نئے نظام میں اس معاشرے کا مزاج اور سوچ بدلنے کا پورا پورا انتظام کیا گیا۔

1857ء میں استعماری نظام سے آزادی کی ایک اپنی سی کوشش کی گئی مگر اِس میں ناکامی کے بعد قابض قوتوں کے جبر و استبداد میں مزید اضافہ ہوگیا۔ اِس دوران آزادیٔ ہند کی کئی تحریکیں اٹھیں مگر بوجوہ ایک ایک کرکے دَم توڑ گئیں۔اس بے بسی کے عالم میں مسلم مفکرین نے ملت کی بقا کے لیے متبادل راہیں تلاش کرنا شروع کیں۔ ان میں ایک تو سرسید مرحوم کا انداز تھا

* اسسٹنٹ پروفیسر، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اِسلام آباد۔

جنہوں نے انگریز کے سیاسی نظام کے اندر رہتے ہوئے اسی کے تعلیمی نظام کو اپنانے کی تحریک شروع کی تاکہ مسلمانوں کی جان بخشی ہو اور وہ حتی الامکان اپنے وجود کی بقا پر توجہ دے سکیں۔ دوسرا انداز اِسلامی علمی ورثے کے تحفظ کا تھا جس کا بیڑہ علماءِ امت نے اٹھایا اور دنیا ومافیھا سے بے نیاز ہو کر مساجد ومدارس میں گوشہ نشین ہو گئے۔ انہوں نے تحفظ دین میں وہ انداز اختیار کیا جو مرغی اپنے چوزوں کے تحفظ میں کرتی ہے۔ وہ نہ صرف یہ کہ اپنے پر پھیلا کر چوزوں کو چھپا لیتی ہے بلکہ اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر چوزوں کی طرف لپکنے والی ہر چیز پر جھپٹ پڑتی ہے۔ چناں چہ اس طبقہ کے مفکرین نے اس قدر سخت موقف اختیار کیا کہ انگریزی تعلیم سے براءت کے ساتھ ساتھ سرسید کی ماڈرنائزیشن کی تحریک کو بھی آڑے ہاتھوں لیا۔ یہاں اس پر بحث مقصود نہیں کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر، مگر اس رویے کا ایک روشن پہلو یقیناً یہ تھا کہ ہمارا دینی ورثہ اب تک دراندازی سے پاک ہے اور جو کوئی اسے بنیاد بنا کر دورِ جدید کے تقاضوں کے لیے اس سے رہنمائی لینا چاہے اسے کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ تیسرا طبقہ ان مفکرین کا تھا جنہوں نے ہر حال میں تحریکی جدوجہد کے ذریعے انگریزی استعمار کو وطنِ عزیز سے بے دخل کرنے کی ٹھان لی اور مرتے دَم تک اسی پر قائم رہے۔ سید احمد شہیدؒ کی تحریک آزادیٔ ہند، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی تحریکِ ریشمی رومال اور دیگر مماثل تحریکات اسی کی مثالیں ہیں۔ چوتھا طبقہ ایسے مسلمانوں کا تھا جنہوں نے خاموشی سے انگریزی تعلیم اور بودوباش کو اختیار کیا مگر ان کے اندر کا مسلمان پوری آب وتاب کے ساتھ زندہ رہا۔ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ، قائداعظم محمد علی جناحؒ اور تحریک پاکستان کے اکثر رہنما اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ لباس اور بودوباش میں تو انگریز کے ثانی نظر آتے تھے مگر وجودِ ملت کے تحفظ کے لیے ان کی مضطرب روحیں کچھ اس انداز سے تڑپیں کہ مسلمانانِ برصغیر کو پاکستان کی صورت میں وطنِ عزیز نصیب ہوا۔ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے قدم قدم پر دوقومی نظریے کی وکالت کرتے ہوئے مسلمانوں کی امتیازی تہذیب وثقافت کو واضح کیا۔ ایک موقع پر اسلامی سلطنت کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپؒ نے فرمایا: ''اِس عظیم الشان کتاب میں اِسلامی زندگی سے متعلق ہدایات کے باب میں زندگی کا روحانی پہلو موجود ہے۔ معاشرت، سیاست، معیشت، غرض اِنسانی زندگی کا کوئی شعبہ نہیں ہے جو قرآن کی تعلیمات کے احاطے سے باہر ہو۔ قرآن کی اُصولی ہدایات اور سیاسی طریقِ کار نہ صرف مسلمانوں کے لیے بہترین ہیں بلکہ اِسلامی سلطنت میں غیر مسلمانوں کے لیے بھی سلوک اور آئینی حقوق کا اِس سے بہتر تصور ممکن نہیں (1)۔ یہ تصور تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانوں کے دِل ودِماغ پر حاوی رہا جسے جناب اصغر سودائی کی مشہور نظم '' پاکستان کا مطلب کیا...... **لاالہٰ الاّاللہ** '' (2) نے خوب جلا دی اور رفتہ رفتہ اِس کا پہلا شعر ایک نعرے کی شکل اختیار کر گیا جو آج تک اِسلامیانِ پاکستان کے دِل ودماغ میں گونج رہا ہے۔ جب پاکستان وجود میں آ گیا تو قائدین امت اسے صحیح اِسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے فکر مند ہوئے۔ 25 رجنوری 1948ء کو کراچی میں عید میلاد النبی کے موقع پر قائدِ اعظمؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

> ''میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے، یہ پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اَساس شریعت پر اِستوار نہیں کی جائے گی۔ آج بھی اِسلامی اصولوں کا زندگی پر اسی طرح اِطلاق ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو برس پیشتر ہوتا تھا'' (3)۔

مگر انگریزی تعلیم کے پروردہ اس ماحول میں دورِ اسلاف کے فقہاء وقضاۃ کا وجود نہ رہا تھا جو اپنی مجتہدانہ بصیرت کی بنا پر نفاذِ شریعت کا فریضہ سرانجام دے سکتے۔ حکومتی ڈھانچہ تبدیل ہو چکا تھا جس میں ایک دفع وار دستور کا تصور کارفرما تھا اور ملکی سطح پر ایک مستقل مجلس دستور ساز بھی بالفعل موجود تھی۔ وقت کی ضروریات اور ماحول کے تقاضے بدل چکے تھے۔ استعمار نے پورے معاشرے کو بدل ڈالا تھا۔ مدارس اور خانقاہوں میں محفوظ رہ جانے والا علمی ورثہ صدی بھر معاشرے کے زندہ مسائل سے بے دخل کر دیے جانے کی وجہ سے جوں کا توں نیا نظام چلانے کے لیے موزوں نہ تھا۔ اس ورثے کا نئے انداز سے مطالعہ اور جمع بندی ہی اسے نظمِ مملکت چلانے کے قابل بنا سکتے تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح پاکستان کی معیشت، اس کی فوجی قوت، اس کی ریلوے کا نظام، مہاجرین کی آبادکاری وغیرہ، اس کے نظام کا ہر یونٹ تعمیرِ نو کا تقاضا کر رہا تھا، اسی طرح نظامِ شریعت کے نفاذ کے لیے اس کی فنی نظرِ ثانی کی ضرورت تھی۔

اس فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نہایت وسیع پیمانے پر علمی تیاری کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو قائدین نے ہر وقت محسوس کیا اور اس کے لیے وقتاً فوقتاً کوششیں ہوتی رہیں۔ یہ کوششیں کچھ سیاسی نوعیت کی تھیں، کچھ انتظامی نوعیت کی اور کچھ تعلیمی نوعیت کی مگر تاریخِ پاکستان کا کوئی ہی دور ہوگا جو ان کوششوں سے خالی رہا ہو۔ یہاں ہمارا موضوع چوں کہ ایک تعلیمی ادارہ ہے اس لیے ان کوششوں کا علمی پہلو ہی ہماری گفتگو کا محور ہوگا۔ اس سلسلے میں پاکستان کی علمی قیادت نے قرآنِ مجید کے اسلوبِ تنجیم کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا طریق کار اختیار کیا، جو کئی مراحل سے گزرتے گزرتے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے قیام پر منتج ہوا۔

1992ء کے تعارف نامہ میں یونیورسٹی کے قیام کا پسِ منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

وَلما كانت قضية تطبيق الشريعة تحتاج إلى رجال يجمعون بين التخصص العلمي الدقيق، وَالتأهيل العلمي في مجال تطبيق الشريعة ،فقد كان إنشاء الجامعة الإسلامية في إسلام آباد عاصمة باكستان هدية باكستان إلى الأمة الإسلامية في مطلع القرن الخامس عشر الهجري(4)۔

''چوں کہ نفاذِ شریعت کے لیے ایسے رجالِ کار کی ضرورت تھی جو بیک وقت گہرے علمی تخصص اور نفاذِ شریعت کے لیے مطلوبہ علمی قابلیت کے حامل ہوں تو اِس پسِ منظر میں پاکستان کے دارالحکومت اِسلام آباد میں اِسلامی یونیورسٹی کا قیام پندرہویں صدی ہجری کی ابتدا میں پاکستان کی طرف سے امتِ اِسلامیہ کے لیے ایک تحفہ تھا''۔

یونیورسٹی کی امتیازی خصوصیات کے ضمن میں اس کے قیام کا مقصد یوں بیان کیا گیا ہے:

مِن خصائص هذه الجامعة أنها نشأت استجابة لضرورة عملية وليس لمجرد الترف العلمي الخالص،حيث ارتبطت نشأتها باتجاه العالم الإسلامي بعامة وجمهورية

باكستان الإسلامية بصفة خاصة إلى تطبيق شرع الله في مختلف مجالات الحياة، ومايقتضيه هذا الاتجاه من إعداد للطاقات البشرية المؤهلة لأداء هذه المهمة ، ومن ثم بدأت الجامعة بإنشاء الكليات التي تخرّج العلماء الذين تحتاجهم عملية تطبيق الشريعة ، مثل كلية الشريعة التي تخرّج القضاة المؤهلين لتطبيق شرع الله ، والفقهاء القادرين على استنباط الأحكام الشرعية من مصادرها الأصلية ، وكلية أصول الدين التي يتخرج فيها الدعاة اللازمون لتربية المجتمع تربية إسلامية وتهيئته لاستبدال شرع الله بالقوانين الوضعية في شتّى مجالات حياتهم ، ومدرسة الاقتصاد الإسلامي التيتُعِدجيلاً من الاقتصاديين الإسلاميين القادرين على توجيه اقتصاد الدولةوجهة إسلامية ...... الخ (5)۔

''اِس یونیورسٹی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اِس کی بنیاد ایک عملی ضرورت پر رکھی گئی اور اِس کا قیام محض علمی امتیاز کے شوق کا نتیجہ نہیں تھا۔ اِس کی تاسیس عالمِ اِسلامی میں بالعموم اور اِسلامی جمہوریہ پاکستان میں بالخصوص بیدار ہونے والے اِس شعور کی مرہونِ منت ہے کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں شریعت نافذ کی جائے۔ چوں کہ نفاذِ شریعت کے جذبے کو عملی شکل دینے کے لیے باصلاحیت رِجالِ کار کی موجودگی ناگزیر تھی اس لیے یونیورسٹی کی ابتدا ایسے کلیات سے کی گئی جن کی نفاذِ شریعت کے عمل کے لیے ضرورت تھی۔ اِن میں ایک تو کلیۂ شریعت تھا جس کی ذمہ داری ایسے جج تیار کرنا تھی جو نفاذِ شریعت کی اہلیت رکھتے ہوں۔ ایسے فقہی ماہرین کی تیاری بھی اسی کے فرائض میں شامل تھی جو شریعت کے بنیادی مآخذ سے احکام کے استنباط کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ یونیورسٹی کی دوسری فیکلٹی اس کا کلیۂ اصول دین تھا جس کی ذمہ داری ایسے داعی تیار کرنا تھی جو معاشرے کی اِسلامی تربیت کر کے اسے مروجہ قوانین کی جگہ زندگی کے ہر شعبے میں شرعی قوانین اپنانے کے لیے تیار کرسکیں۔ اس کا تیسرا شعبہ مدرسۂ معاشیات (School of Economics) تھا جس کے ذمے ایسے ماہرینِ معاشیات کی تیاری تھی جو ملکی معیشت کو اِسلامی رُخ پر ڈھال سکیں''۔

بانی ممبران کا فقہی پس منظر:

یونیورسٹی کے بانی ممبران کے ناموں پر غور کیا جائے تو ان میں انتظامی سربراہ اعلیٰ اس دور کے صدرِ پاکستان کے عا پاکستان اور عالمِ اِسلام کے صفِ اول کے مفکرین، مدبرین، فقہاء اور اہلِ خیر کے نام نظر آتے ہیں۔ 1985ء کے تعارف نا. کے مطابق یونیورسٹی کی پہلی مجلسِ اعلیٰ کے ارکان اور اس کے بانی ممبران میں ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف سیکرٹری جنرل رابطۂ اِسلامی۔ جدہ، شیخ جاد الحق علی جاد الحق شیخ الازہر۔ جسٹس محمد حلیم۔ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان، جسٹس گل محمد

چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت۔ پاکستان، ڈاکٹر عبدالہادی ابو طالب۔ ڈائریکٹر جنرل ایسسکو۔ رباط۔ مراکش، شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز بن باز۔ مفتی اعظم سعودی عرب، ممتاز پاکستانی مفکر مولانا ظفر احمد انصاری، عالمی شہرت یافتہ فقیہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی۔ قطر یونیورسٹی، مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ لکھنو۔ بھارت، ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن ترکی۔ سعودی عرب، شیخ یوسف جاسم الحجی۔ وزیر اوقاف ومذہبی امور۔ کویت، ڈاکٹر طیب زین العابدین ڈائریکٹر مرکزِ اسلامی افریقی۔ سوڈان اور شیخ احمد خلیلی مفتی عمان کے اسماءِ گرامی بھی نظر آتے ہیں۔ ان کے علاوہ عالمِ اسلام کی شاید ہی کوئی قابلِ ذکر یونیورسٹی ہو جس کے وائس چانسلر اس یونیورسٹی کے ممبر نہ ہوں۔ جس ادارے کو روزِ اول سے ایسی قد آور علمی شخصیات کی سرپرستی اور عملی نمائندگی حاصل ہو اور جس کے قیام کا مقصودِ اصلی نفاذِ شریعت ہو، اسلامی قانونی فکر کی ترویج وترقی میں اس کے کردار کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے ۔انہیں شخصیات کے اسمائے گرامی سے یہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے ان میں نہ صرف مختلف فقہی مکاتب کے مفکرین شامل تھے بلکہ مستقل فقہی واجتہادی بصیرت کے اعتبار سے معروف شخصیات بھی تھیں۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی قانونی فکر کے جدید مسائل کے حل کے لیے اس یونیورسٹی کے تدریسی، تحقیقی اور تربیتی پروگراموں میں کس قدر گنجائش رکھی گئی ہوگی۔ یہاں یونیورسٹی کی فقہی خدمات کا مختصر تعارف درجِ ذیل تین پہلوؤں سے کرانا مقصود ہے:

❶ تدریسِ فقہ

تدریسِ فقہ کا کام برصغیر کے دینی مدارس میں صدیوں سے نہایت اہتمام کے ساتھ ہو رہا ہے جہاں سے ہر سال لاکھوں فضلاء سندِ فضیلت حاصل کرتے ہیں مگر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد نے اس میدان میں تجدیدی امتیاز رکھتی ہے۔ یہاں تدریسِ فقہ کے درجِ ذیل پہلو قابلِ ذکر ہیں:

پہلا پہلو۔ نصابِ تعلیم

یونیورسٹی میں فقہی مضامین کا تعلیمی نصاب جدید وقدیم کا حسین امتزاج ہے۔ اس میں اصالت بھی ہے اور حرکیت وتجدد بھی۔ اس نصاب کی بنیاد قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کا وسیع ذخیرہ ہے جب کہ اس کی تفاصیل میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے پیشِ نظر جدید فقہی مباحث غالب نظر آتے ہیں۔ تعارف نامۂ جامعہ میں ہدف نمبر 5 کے تحت یونیورسٹی کے نصابِ تعلیم کے خدوخال یوں بیان کیے گئے ہیں:

> **تقديم نموذج للتعليم الإسلامي الذي يستقي من النبع الأصيل – نبع الكتاب والسنة– دون أن يغفل كل الإنجازات الحديثة في مجال العلم والمعرفة ، ومن ثم فإنّ مناهج الجامعة تضرب بجذورها في أرض التراث الخصبة ، وتستقي من ينابيعها الثرة، وترفد في الوقت نفسه هذه الينابيع بخير ما توصلت إليه الجهود الإنسانية في شتّى مجالات العلم والمعرفة (6)۔**

''یونیورسٹی کے قیام کا ایک مقصد اِسلامی تعلیمات کا ایک ایسا نمونہ پیش کرنا تھا جن کا ماخذ تو اصل سرچشمۂ شریعت یعنی قرآن وسنت ہوں مگر اِس کے ساتھ ساتھ دورِ جدید میں سائنس اور علم کے میدانوں میں ہونے والی ترقی سے چشم پوشی بھی نہ کی گئی ہو۔ اِس طرح یونیورسٹی کا نصابِ تعلیم اِس انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ اِس کی جڑیں اپنے علمی ورثے کی زرخیز زمین میں ہیں، جن کی آبیاری ایک طرف اسی کے چشمہ ہائے فوارسے ہورہی ہے اور دوسری طرف سائنس اور علوم کے مختلف دائرہ ہائے کار میں ہونے والی انسانی کاوشوں کے بہترین ثمرات اس میں شامل ہیں''۔

اس عملی خاکے کے مطابق یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کی کچھ تفصیل یوں ہے:

فقہ کے تعلیمی پروگرام

کلیۃ الشریعۃ والقانون (Faculty Of Shari`ah and Law)

یونیورسٹی میں سب سے زیادہ فقہی مضامین اسی فیکلٹی میں پڑھائے جاتے ہیں۔1985ء میں شائع ہونے والے یونیورسٹی کے تعارف نامے کے مطابق 1979ء میں کلیۂ شریعت وقانون کا قیام قائدِ اعظم یونیورسٹی اِسلام آباد میں عمل میں لایا گیا تھا جس کے پہلے ایل ایل ایم شریعہ پروگرام برائے سال 1980-1979 میں 9 طلبہ نے داخلہ لیا تھا۔ 1980ء میں جب اِسلامی یونیورسٹی کو مستقل حیثیت دی گئی تو اس کلیے کو بھی اس کا حصہ قرار دے دیا گیا۔ 1982-1981 میں ایل ایل ایم شریعہ میں 24 طلبہ کا داخلہ ہوا اور اِس کے ساتھ ایل ایل بی شریعہ پروگرام بھی شروع کردیا گیا جس میں 40 طلبہ داخل ہوئے۔ دوسال تک فیکلٹی کے یہی پروگرام چلتے رہے اور تیسرے سال یعنی 1984-1983 میں ایل ایل بی آنرز کے عنوان سے ایک نیا پروگرام متعارف کروایا گیا۔ اِس پروگرام میں پہلے سال 44 طلبہ کا داخلہ ہوا۔ 1985-1984 میں ایک سالہ قاضی کورس متعارف کروایا گیا جس میں پہلی مرتبہ 17 طلبہ شریک ہوئے۔ تعلیمی سال 1986-1985ء میں ایل ایل ایم شریعہ کے طلبہ کی تعداد 40، ایل ایل بی شریعہ میں 172، ایل ایل بی آنرز میں 153 اور قاضی کورس کے شرکاء کی تعداد 20 تھی۔ اسی عرصے میں پی ایچ ڈی شریعہ کا پروگرام بھی شروع کیا گیا جس میں مختلف نظامہائے قانون میں تقابلی مطالعے کو زیادہ اہمیت دی گئی(7)۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کلیے کے پروگراموں میں تھوڑی بہت تبدیلیاں آتی رہیں اور 2010-2009ء کے تعلیمی دورانیے کے لیے داخلے کا جو اشتہار دیا گیا اس کے مطابق کلیۂ شریعہ وقانون میں بیچلر لیول کے تین پروگراموں: بی اے/ایل ایل بی شریعہ (6 سالہ) اور ایل ایل بی ایوننگ (3 سال)، نیز بارہ (12) ماسٹر ڈگری پروگراموں اور پی ایچ ڈی میں داخلے کا اعلان کیا گیا۔ ان میں ایم ایس ہیومن رائٹس (2 سالہ)، ایل ایل ایم۔ جنرل (2 سالہ)، ایل ایل ایم ہیومن رائٹس لاء (2 سالہ)، ایل ایل ایم انٹرنیشنل لاء (2 سالہ)، ایل ایل ایم کارپوریٹ لاء (2 سالہ)، ایم ایس مسلم فیملی لاء (2 سالہ)، ایل ایل ایم مسلم فیملی لاء (2 سالہ)، ایم ایس اِسلامک کمرشل لاء (2 سالہ)، ایل ایل ایم اسلامک کمرشل لاء (2 سالہ)، ایم ایس شریعہ

(اسلامی قانون وفقہ 2 سالہ)اور ایل ایل ایم شریعہ (اسلامی قانون وفقہ 2 سالہ) شامل تھے(8)۔ جن میں سے اکثر پروگراموں میں یونیورسٹی کے قائم کردہ معیار کے مطابق تعلیم فقہ ہی غالب ہے اور چند ایسے پروگرام جن میں معاصر قانون کا نصاب غالب ہے ان میں بھی فقہ کا خاطر خواہ حصہ شامل ہے۔ تمام پروگراموں کے نصاب کی تیاری میں قدیم اسلامی فکری ورثے اور جدید فقہی تحقیقات سے بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے اور اس کے مختلف مراحل کا نصابِ تعلیم مرتب کرتے وقت دورِ جدید کی فقہی ضروریات کو پورا کرنے کی سنجیدہ کوشش کی گئی ہے۔ اس کا اندازہ کلیے کے تعلیمی اہداف سے لگایا جاسکتا ہے جو یونیورسٹی کے مختلف تعارف ناموں میں بیان کیے گئے ہیں۔

اہدافِ تعلیم

① شریعت اور انسانی ساختہ قانون کی بیک وقت تعلیم دینا اور یہاں کے طلبہ میں دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق فقہِ اسلامی کے فہم وادراک کا ملکہ پیدا کرنا۔

② مختلف فروعِ شریعت میں متخصص علماء تیار کرنا، فقہ اور قانون کا تقابلی مطالعہ پیش کرنا، اور کلیے کے فضلاء کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ نفاذِ شریعت کے عمل میں فکری بنیاد فراہم کرنے کے قابل ہوں، اس سلسلے میں رہنمائی کی صلاحیت رکھتے ہوں اور اس پروگرام میں عملی طور پر حصہ لے سکیں۔

③ یہاں کے فضلاء نفاذِ شریعت کے عمل میں پیش آنے والے مسائل کا اسلامی حل پیش کرسکیں۔

④ اس یونیورسٹی کے فضلاء اعلیٰ علمی کوائف کے حامل ہوں، جو عدالتی مناصب کی ذمہ داریاں نبھاسکیں اور اپنے علم و معرفت اور تحقیق وتربیت کی بناپر ملکی اداروں کی معاونت بھی کرسکیں۔

⑤ اِس یونیورسٹی کے فضلاء وضعی قوانین کی جگہ نفاذِ شریعت کے عمل اور اُس قانون کے نقائص دور کرنے میں فعال کردار ادا کریں۔

⑥ یونیورسٹی کے فضلاء اپنی تحقیقی مساعی اور مسلسل مطالعے کے ذریعے قانونی تعلیم اور قانون سے وابستہ میدان ہائے عمل کی ترتیب کار میں مثبت تبدیلی لانے کی صلاحیت رکھتے ہوں، علمی اور عملی لحاظ سے نئے قانونی نظام کی آبیاری کریں اور اسے مضبوط شرعی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

⑦ اس نصاب کی تیاری میں عصرِ حاضر کے عملی تقاضوں کی تکمیل کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا تاکہ اس ڈگری کے حامل افراد کو بار ایسوسی ایشن کی طرف سے وکالت کا اجازت نامہ جاری ہوسکے (9)۔

ان اہداف سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں قانونِ اسلامی کی تعلیم صرف تحفظِ تراث یا مسلمان عوام کی انفرادی ضروریات پوری کرنے کے لیے شروع نہیں ہوئی۔ یہ کام تو دینی تعلیم وتربیت کے ادارے پہلے سے سرانجام دے رہے تھے۔ یہاں اسلامی قانونی تعلیم کا مقصد ہر سطح پر شریعتِ اسلامیہ کے ایسے فہم وادراک کو عام کرنا تھا جو بدلتی زندگی کے بدلتے تقاضوں کا ساتھ دینے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو۔

نصاب کے مضامین

کلیے کے مختلف تعلیمی مراحل کے نصاب پر نظر ثانی ہوتی رہتی ہے جس سے تھوڑی بہت تبدیلیوں کا آنا لازمی امر ہے، شروع سے آخر تک تمام مراحل کے نصاب کا احاطہ اس مقام پر ممکن نہیں۔ نمونے کے طور پر 1998ء میں مرتب شدہ کتاب نصاب سے چیدہ چیدہ فقہی مضامین کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس سے ایک عمومی تصور حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

اس کتاب کے مطابق کلیے کو تین شعبوں میں تقسیم کیا گیا: شعبۂ اصولِ فقہ، شعبۂ فقہ، شعبۂ قانون[حالیہ نظر ثانی کے بعد ان سب کو ملا کر شعبۂ قانونِ اسلامی کے تحت جمع کر دیا گیا ہے]۔اس میں داخلے کے لیے کم از کم تعلیمی معیار انٹرمیڈیٹ یا اس کے مساوی تعلیم ہے۔ درسِ نظامی کے حامل طلبہ کو بھی اس میں داخلے کی اہلیت حاصل ہے۔[نئی شرائط میں اس کے ساتھ حکومتی بورڈ سے معادلے کی شرط رکھی گئی ہے جس کے تکنیکی کوائف پورے نہ ہونے کی وجہ سے شاید مدارس کے اکثر طلبہ یہاں داخلے سے محروم رہیں(10)۔ یہ شرط لگانے کی بجائے ان طلبہ کو یونیورسٹی میں داخل کر کے سٹریم لائن کیا جاتا تو مطلوبہ نتائج بہتر انداز میں حاصل کیے جاسکتے تھے۔اس نئی شرط سے یہ نقصان ہوگا کہ یونیورسٹی نے ملا اور مسٹر کی تفریق ختم کرنے کا جو کام سنبھالا تھا وہ سرے سے ٹھپ ہو جائے گا]۔ اِس کلیے میں بی اے ایل ایل بی کے لیول پر چار قسم کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں: پہلی قسم یونیورسٹی ریکوائرمنٹ کی ہے۔ اس میں عموماً عربی، انگریزی زبانیں، معاشرتی علوم اور اِسلامیات وغیرہ شامل ہیں۔اسی قسم کا نام اب تھوڑے بہت رد و بدل کے ساتھ جنرل سبجیکٹس ہوگیا ہے۔مضامین کا دوسرا مجموعہ فیکلٹی ریکوائرمنٹ ہے۔ یہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو اس فیکلٹی میں داخل ہونے والے تمام طلبہ و طالبات کو پڑھنا پڑتے ہیں۔اس مجموعے کے دو حصے ہیں: اَ۔شریعہ کے مضامین، ب۔قانون کے مضامین۔ تیسرا مجموعہ شعبۂ شریعہ کے تخصصی مضامین پر مشتمل ہے جو صرف شریعہ کے طلبہ کو پڑھائے جاتے ہیں اور چوتھا مجموعہ ان قانونی مضامین کا ہے جو شعبہ قانون کے طلبہ کے ساتھ خاص ہیں۔ان سب کی تفصیل چاروں مجموعوں کے مضامین کی کافی شافی تفصیل کتابِ نصاب مرتبہ 1998ء میں دیکھی جاسکتی ہے(11)۔

یہاں ہم ایک طائرانہ نظر اس سطح پر فیکلٹی ریکوائرمنٹ کے مضامینِ شریعت پر ڈالتے ہیں جو بی اے ایل ایل بی شریعہ اور ایل ایل بی ایوننگ دونوں کے تمام طلبہ و طالبات کو پڑھائے جاتے ہیں:۔ یہ سب مضامین فقہی نوعیت کے ہیں، جن میں عبادات (طہارت، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ)، خاندانی معاملات (نکاح، طلاق، وراثت، وصیت، نفقہ وغیرہ)، فقہی نظریات (ملکیت، نظریۂ عقد، حقوق، فرائض، عقودِ معاوضہ وغیرہ)، کمپنی اور مشترکہ کاروبار، بنک سے متعلقہ معاملات، فقہ الضمان، فوجداری معاملات کے فقہی احکام (تصور جرم وسزا، حدود، قصاص، دیت)، عدالتی ضوابط اور شرعی قانونِ اِثبات، فقہِ بین الاقوامی تعلقات، اصولِ فقہ (ادلہ شرعیہ، حکم شرعی، تعبیر و تشریح کے اصول وغیرہ)، قواعدِ فقہیہ، اِسلامی تاریخ قانون سازی، شرعی قوانین کی ضابطہ بندی، احادیثِ احکام اور علومِ حدیث شامل ہیں(12)۔

کلیۂ شریعہ بین الاقوامی اِسلامی یونیورسٹی کے اس تعلیمی نصاب میں اصالت Originality اور اور حرکیت وتجدد کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ یہاں ایک طرف طہارت وعبادات سے لے کر خاندانی معاملات وکاروباری امور تک سب کا احاطہ کر دیا

گیا ہے اور دوسری طرف عبادات وخاندانی معاملات کے جو ابواب روایتی دینی اداروں اور سرکاری جامعات میں پڑھائے جاتے ہیں، اور جن کا ماخذ ومصدر عموماً فقہاءِ سلف کی کتابیں ہوتی ہیں اور جن کی اصطلاحات اس دور کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہوتیں، اس جامعہ کے نصاب میں اس جدید وقدیم دونوں کو جمع کر دیا جاتا ہے اور مروجہ قانون کی اصطلاحات اس نصاب کو دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے مزید معاون ثابت ہوتی ہیں۔

نصاب کے انہی مضامین کی مقررہ کتب کو دیکھا جائے تو سرفہرست ابن رشد کی **بداية المجتهد ونهاية المقتصد** کا نام نظر آتا ہے۔ اہلِ علم اِس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس کتاب کا خاطرخواہ حصہ اس یونیورسٹی میں سبقاً سبقاً پڑھایا جاتا ہے، ہمارے خطے کے اکثر تعلیمی اداروں کے طلبہ وطالبات نے یا اس کی کبھی زیارت بھی کی ہوگی، شاید بہت سوں نے تو اس کا نام بھی نہ سنا ہو۔ ملک کی بعض عصری جامعات میں بھی یہ کتاب شامل نصاب ہے مگر وہاں اس کی زیارت کی نوبت نہیں آتی کیوں کہ گائیڈ بکس اور خلاصے مشکل کشائی کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس نصاب کی تعلیم کے لیے 28 کتب مقرر ہیں جو مکمل طور پر یا ان کے منتخب حصے سبقاً پڑھائے جاتے ہیں۔ ان کتب میں جدید وقدیم مؤلفین کی کاوشوں کا حصہ برابر ہے۔ پھر ان کے انتخاب کے وقت اصالت اور حرکیت کے دونوں پہلوؤں کو نہایت حکمت کے ساتھ پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

جامعہ کے نصاب کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ فیکلٹی ریکوائرمنٹ کے تحت جن موضوعات کے عناوین دیے گئے ہیں وہ سب کسی ایک کتاب میں سے نہیں پڑھائے جاتے بلکہ ان میں سے ہر موضوع پر الگ الگ نصابی کتب مقرر کی گئی ہیں جنہیں پورے عرصۂ تعلیم میں مکمل کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی **الفقه الإسلامي وأدلته** کی مفصل تالیف سے لے کر ہر موضوع کی نہایت دقیق اور موضوعاتی کتب اس پروگرام میں شامل ہیں۔ اسی بہانے یہاں کے طلبہ وطالبات کو ڈاکٹر حسین شحاتہ، شیخ محمد أبو زہرہ، احمد ابراہیم بیگ، ڈاکٹر حسین حامد حسان، محمود بلال مہران، ڈاکٹر شفیق شحاتہ، ڈاکٹر احمد یوسف سلیمان، شیخ علي الخفیف، ڈاکٹر سامی محمود، ڈاکٹر احمد حصری، عقیل طریفی، علی علی منصور، امام محمد بن حسن شیبانی، ڈاکٹر جمال الدین عطیہ، امام سیوطی ڈاکٹر محمد احمد سراج، شیخ محمد علی صابونی اور امام صنعانی جیسے ائمہ اور قدیم وجدید فقہاء کا قابلِ ذکر تعارف ہوجاتا ہے۔ پھر ہر موضوع کے تحت مراجع کے نام سے تقریباً 144 کتبِ مطالعہ کی لمبی فہرست دی گئی ہے (13) جس پر ایک نظر ڈالنے سے معمولی ذوقِ تحقیق رکھنے والے اہلِ علم کی رگِ تحقیق پھڑک اٹھتی ہے۔ اس طرح گویا نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ شریعہ کے صرف اس مجموعۂ مضامین کے طلبہ کو دوسو کے قریب قدیم وجدید فقہی کتب کے عناوین اور اسی قدر فقہاءِ کرام کے اسماءِ گرامی سے روشناس کرادیا جاتا ہے۔

یہ تو فیکلٹی کے تمام طلبہ وطالبات کو پڑھائے جانے والے فقہی مضامین ہیں خواہ ان کا تعلق شعبۂ شریعہ وقانون سے ہو یا صرف شریعہ سے۔ اس کے ساتھ وہ مضامین الگ ہیں جو صرف قانونی نوعیت کے ہیں اور وہ بھی کلیے کے تمام طلبہ وطالبات کو پڑھائے جاتے ہیں۔ اس کلیے کے شعبۂ شریعہ کے طلبہ وطالبات کو جو خصوصی مضامین پڑھائے جاتے ہیں ان میں کاروباری معاہدات ووثائق، وقف واملاک کے معاہدات، حکومت وسیاست سے متعلقہ فقہی احکام، ضرر وضرورت کے احکام،

معاصر فقہی مسائل، فقہی اصطلاحات، فقہی نصوص کا درسی مطالعہ جس میں تمام مشہور فقہی مکاتبِ فکر کی کتب شامل ہیں، اصول فقہ کا درسی مطالعہ، قرآنِ مجید کا فقہی مطالعہ، اور احادیثِ نبویہ کا فقہی مطالعہ شامل ہے۔ ان تمام مضامین کا مطالعہ تفصیل اور توسع کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس سے متعلقہ نصابی اور برائے مطالعہ مجوزہ کتب کی فہرست کتابِ نصاب 1998ء میں دیکھی جاسکتی ہے (14)۔

ایل ایل ایم کی سطح پر نصابِ تعلیم کل 60 کریڈٹ آورز پر مشتمل جن میں سے ۱۶ کریڈٹ آورز اصولِ فقہ کے لیے، 23 فقہی مضامین کے لیے اور 21 قانونی مضامین کے لیے مختص ہیں۔ اصولِ فقہ میں تاریخ ومناہج اصول فقہ، اصولِ فقہ کا درسی مطالعہ، اصولی نظریات میں مقاصد شریعت، اجتہاد، تقلید، تعارض، ترجیح، فتویٰ وغیرہ اور فقہی مضامین میں اِسلام کا معاشی نظام، اِسلام کا دستوری نظام، اِسلام کا عدالتی نظام، جدید کمپنی لاء: فقہی نقطۂ نظر، عالمِ اِسلامی میں خاندانی مسائل، جرم وتعزیر کے احکام، شرعی احکام کی قانونی ضابطہ بندی (خاکے اور مشکلات)، علوم شرعیہ میں تحقیق کے مناہج واسالیب وغیرہ شامل ہیں (15)۔ ہر مضمون کے آخر میں اس کے لیے مقررہ نصابی کتب اور مطالعہ کے لیے مجوزہ کتب کی فہرست دے دی گئی ہے جن میں کل 23 نصابی کتب اور 74 مطالعہ کی کتب شامل ہیں۔ یہ ان موضوعات پر ممتاز مقام رکھنے والے جدید وقدیم فقہاء کی تالیفات ہیں، جن کا تعارف بذاتِ خود طلبہ وطالبات کے فقہی افق کی وسعت کا ضامن ہے۔ مزید یہ کہ مختلف اِسلامی ممالک میں اِن موضوعات پر ہونے والی قانون سازی کا درسی مطالعہ بھی اس مرحلے میں شامل کیا گیا ہے (16)۔

ڈپلومہ اِن قضا

یہ اپنی نوعیت کا منفرد پروگرام ہوا کرتا تھا۔ اس میں لاء کالجز اور دینی مدارس کے فضلاء داخلہ لیتے تھے۔ لاء کالجز کے فضلاء کے نصاب میں اصول فقہ، کتاب وسنت کا براہِ راست فقہی مطالعہ اور دیگر فقہی موضوعات کے متخصصانہ مطالعے پر زور دیا جاتا تھا جب کہ دینی مدارس کے فضلاء کے نصاب میں اصول فقہ اور اصولِ قانون کے تقابلی مطالعہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ یہ دونوں گروپ اصول فقہ وقانون کے ایڈوانس کورسز کرنے کے پابند ہوتے تھے۔ چناں چہ حدود آرڈی نینس، قصاص، دیت، تعزیر، قانونِ ٹارٹ، قانونِ شہادت اور قانون مرافعات (پروسیجرل لاء) کا مطالعہ بھی اس کورس کا حصہ تھا۔ ان طلبہ کو جدید قانونی دستاویزات اور کتاب وسنت سے استنباط کردہ قوانین کا مطالعہ کروا کر عدالتی طریق کار کی تربیت بھی دی جاتی تھی۔ اس مرحلے میں عدالتوں کے مطالعاتی دورے بھی اس کورس کا حصہ ہوتے تھے۔

بعض دینی جامعات نے بھی اپنے ہاں اس طرح کے کورسز منعقد کرنے کا اہتمام کیا جن کا امتحان مقرر کردہ نصاب کے مطابق یونیورسٹی لیا کرتی تھی (17)۔

یہ قاضی کورس سیاسی ضرورت ختم ہونے کے ساتھ ہی اس کی تعلیمی بساط بھی لپیٹ دی گئی، حالاں کہ پاکستان کے ججز کے لیے اس کورس کی اہمیت اب بھی باقی ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ بہت سے غیر مسلم ممالک میں جہاں مسلمانوں کے

لیے اسلام کے شخصی یا عائلی قوانین نافذ العمل ہیں وہاں کے ججز کے لیے حسبِ ضرورت نصابی تبدیلی کے ساتھ ان کورسز کا تسلسل اب بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

ابتداء سے اب تک یہ فیکلٹی پروگراموں کی تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ اسی جذبے سے تدریس فقہ وقانون میں ایک رائدانہ کردارادا کررہی ہے۔

بین الاقوامی ادارۂ معاشیاتِ اِسلامی (International Institute of Islamic Economics)

یونیورسٹی میں تدریس وترویجِ فقہ کا دوسرا بڑا ادارہ بین الاقوامی ادارۂ اِسلامی معاشیات ہے۔اس ادارے کے ذمہ فقہ مالیات ومعاشیات کے موضوعات کی تدریس، تحقیق اور ترویج کا کام ہے۔ یہ ادارہ سکول آف اِکنامکس کے نام سے 1981ء میں یونیورسٹی میں قائم ہوا۔ پھر 1983ء میں بین الاقوامی ادارۂ معاشیاتِ اِسلامی کے طور پر اس کی تشکیلِ نو کی گئی اور مارچ 1985ء کو اسے باقاعدہ بین الاقوامی اِ سلامی یونیورسٹی کا حصہ بنا دیا گیا۔اس ادارے کے تین بڑے شعبے تھے جن میں سے ایک تعلیمی، دوسرا تحقیقی اور تیسرا معلوماتی تھا۔یونیورسٹی کے پراسپیکٹس برائے سال 2005-2004 کے مطابق اس کے پانچ شعبے بنادیے گئے۔جن میں سے ایک سکول آف اکنامکس، دوسرا ریسرچ ڈویژن، تیسرا ٹریننگ ڈویژن، چوتھا ڈیپارٹمنٹ آف اکنامکس اینڈ فنانس اور پانچواں ڈیپارٹمنٹ آف اِسلامک بینکنگ اینڈ فنانس ہے۔اس کے تعلیمی شعبے کوسکول آف اکنامکس کہتے ہیں:

سکول آف اِکنامکس

سکول آف اکنامکس کا سربراہ اس کا چیرمین ہوتا ہے اور رپورٹ برائے 2009-2008ء کے مطابق یہ سکول چار شعبہ جات پر مشتمل ہے:

① جنرل اکنامکس اینڈ اکانومیٹریکس، ② ۔اکنامکس اینڈ فنانس، ③ ۔اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس، ④ ۔ڈیپارٹمنٹ آف اکنامکس فی میل کیمپس۔اس کے تعلیمی اہداف میں رائج الوقت معاشیات، اِسلامی معاشیات اوران دونوں سے متعلقہ علوم، نیز معاشیات اوراس سے متعلقہ علوم میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرنا شامل ہے۔ یہ ادارہ معاشیات میں بی ایس سی سے لے کر پی ایچ ڈی تک نصابی تعلیم کا انتظام کرتا ہے۔اس کے نصابِ تعلیم میں اِسلامی معاشیات کوخصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔

فقہی مضامین

سکول آف اکنامکس کے تحت بی ایس سی آنرز پروگرام میں یونیورسٹی پراسپیکٹس 2005-2004 کے مطابق چھ کریڈٹ آورز یونیورسٹی ریکوائرمنٹ کے عنوان سے اِسلامک سٹڈیز کے ہیں جن میں فقہ بھی شامل ہے۔اس کے علاوہ فیکلٹی ریکوائرمنٹ میں فقہ کورسز کے 15 کریڈٹ آورز، اِسلامک اکنامکس کے 6 کریڈٹ آورز، اِسلامک بینکنگ اینڈ فنانس:

تھیوری اینڈ پریکٹس کے 3 کریڈٹ آورز اور عربیک کورسز کے 24 کریڈٹ آورز شامل ہیں ۔ یہ تو اس شعبے کے لازمی مضامین ہیں ۔ اس کے اختیاری مضامین میں اکنامکس آف مسلم کنٹریز 3 کریڈٹ آورز، اکنامک سسٹم آف اِسلام 3 کریڈٹ آورز، ریڈنگ اِن اِسلامک اکنامکس 3 کریڈٹ آورز، مقاصد الشریعہ 3 کریڈٹ آورز، اسلام کے معاشی قواعد کلیہ 3 کریڈٹ آورز، الضمان فی الفقه الإسلامي 3 کریڈٹ آورز، بحوث فقهية في الإقتصاد والتجارة 3 کریڈٹ آورز، فقہ اور منتخب معاصر مسائل کے ۳ کریڈٹ آورز شامل ہیں۔ اس تقسیم کے بعد اگر اس تعلیمی پروگرام کے مضامین پر نظر ڈالی جائے تو ان میں اصول فقہ، فقه الزكاة والضرائب، Zakah & Public Finance، فقه المشاركة والسوق، فقه الحيازة ۔ ایم ایس سی کے مرکزی مضامین میں اصول فقہ، Islamic economic theory,Islamic Banking theory and Practice , Zakah and Public Finance, فقہ، فقہ المعاملات المالیۃ المقارن ۔ ایم ایس سی کے اختیاری مضامین میں ایڈوانس اصول الفقہ ، فقہ الکتاب والسنۃ ، Zakah & Public Finance in Islam, Reading in Islamic Economics, Economics of Muslim Countries, Quran & Economics, Hadith and Economics,Islamic Banking; Theory and Practice,Classics in Islamic Economics, Monetary & Fiscal in Islam, نصوص من الفقہ المالی المقارن (18)۔ یہ چند مضامین تو اکنامکس میں عام بی ایس سی اور ایم ایس سی کے نصاب سے لیے گئے ہیں ۔ جو پروگرام پیش ہی اسلامی معاشی تخصصات کے لیے کیے گئے ہیں جیسا کہ سال 2009ء کے داخلوں کے ضمن میں پانچ اِسلامی تخصصات کے پروگراموں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں فقہِ معاشیات کے مضامین کس قدر ہوں گے، حاضرین گرامی خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

یونیورسٹی ریکوائرمنٹ میں فقہی مضامین

تدریسِ فقہ کا تیسرا اہم پروگرام یونیورسٹی ریکوائرمنٹ میں شامل فقہی مضامین ہیں۔ یہ پروگرام ایسے مضامین پر مشتمل ہوا کرتا تھا جو بیچلر ڈگری کے ہر پروگرام بشمول بی اے ایل ایل بی میں داخلہ لینے والے طلبہ وطالبات کو پڑھنا پڑتے تھے۔ ان میں ایک خاطر خواہ حصہ فقہ کا تھا۔ اس سطح پر ہر طالب اور طالبہ کو اس قدر فقہ پڑھا دی جاتی جس کا جاننا ایک عام مسلمان کے لیے ضروری ہے ۔ اسی یونیورسٹی ریکوائرمنٹ کو ازسرِ نو ترتیب دے کر اس کا نام عام مضامین رکھ دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اصول الدین، بی اے کی سطح تک کے مرکزی مضامین میں فقہ العبادات اور فقہ الاسرۃ ، نیز بی اے عربی میں فقہ العبادات کے مضامین شامل ہیں (19)۔

نمونے کے طور پر پیش کیے گئے ان مضامین کے عناوین سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بین الاقوامی اِسلامی یونیورسٹی نے امتِ مسلمہ میں فقہی احیاء اور اجتہادی نشاۃ ثانیہ کا جو بیڑا اٹھایا ہے وہ کمیت، کیفیت، نوعیت اور اسلوب کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔

تدریسِ فقہ کا دوسرا پہلو۔ تدریسِ فقہ بذریعہ خط و کتابت:

جس طرح یونیورسٹی کے ڈگری پروگراموں کے لیے مختلف کلیات اور شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا گیا اسی طرح تحقیقی و تربیتی مقاصد کے لیے بھی اس میں کئی ذیلی ادارے قائم ہیں۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، دعوۃ اکیڈمی، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی ادارۂ معاشیاتِ اسلامی کا تربیتی و تحقیقی شعبہ، نیز کچھ عرصہ قبل یونیورسٹی میں شامل ہونے والا اقبال انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ، مختلف تحقیقی و تربیتی پروگرام چلا رہے ہیں۔ شریعہ اکیڈمی شریعہ اور قانونِ اسلامی کی تحقیق و ترویج کا ایک متخصص ادارہ ہے۔ اسی کا ایک شعبہ مطالعۂ قانونِ اسلامی بذریعہ مراسلت ہے جو اپنے دائرۂ کار کے مختلف پروگراموں پر کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی یونیورسٹی کے تمام ذیلی اداروں میں غیر نصابی تعلیمی و آگاہی پروگرام چل رہے ہیں جن میں فقہِ اسلامی کا کافی حصہ ہے۔ اِن پروگراموں کا مختصر تذکرہ درجِ ذیل ہے:

مطالعہ قانونِ اسلامی بذریعہ مراسلت:

یہ پروگرام بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے عام پڑھے لکھے شہریوں میں فقہی آگاہی پیدا کرنے کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں۔ اپنی نوعیت کے دو پروگرام شریعہ اکیڈمی کے تحت کئی سالوں سے تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں اور کئی پروگرام زیرِ ترتیب ہیں۔ اس سلسلے کا تدریسی خاکہ یوں ہے:

أ۔ مطالعہ قانونِ اسلامی ابتدائی کورس:

یہ چوبیس درسی اکائیوں پر مشتمل ایک عمومی کورس ہے، ہر یونٹ تقریباً تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں داخلے کی بنیادی اہلیت بی اے رکھی گئی۔ اس کورس کا مقصد بنیادی فقہی تصورات کا ایک اجمالی خاکہ شرکاءِ کورس کے علم میں لانا تھا۔ اسی لیے اِسے ابتدائی کورس کا نام دیا گیا ہے۔ شرکا رکورس کو یہ چوبیس یونٹ چار قسطوں میں سوالناموں سمیت بھیجے جاتے ہیں۔ وہ لوگ ان کا مطالعہ کر کے سوالات کے جوابات مکمل کرتے ہیں۔ یہ امتحانی مشقیں اکیڈمی میں آتی ہیں اور ان کی تقییم کا کام متخصص اساتذہ سے کروایا جاتا ہے اور اسی کی بنا پر کورس مکمل ہونے پر شرکاء کو سرٹیفکیٹ دیے جاتے ہیں۔ ان یونٹس کے موضوعات میں اِسلامی قانون کے مآخذ، اجتہاد، اِسلام میں قانون سازی کا تصور اور طریقِ کار، دینی مسائل میں اختلافات، اسباب اور ان کا حل، اِسلام کا قانونِ نکاح وطلاق، اِسلام کا قانونِ وراثت و وصیت، عورت کی استثنائی حیثیت اور اس کی وجوہ، اِسلام کا تصورِ ملکیت و مال، اِسلام کا تصورِ معاہدہ، اِسلام میں شراکتی کاروبار کا تصور، اِسلام میں مزارعت، مساقات، محاصل، مصارف، اِسلام کا تصور معاہدہ، اِسلام میں عدل وقضا کا تصور، اِسلام کا نظامِ احتساب، اِسلامی نظامِ عدل و قضا میں شہادت کا تصور، اِسلام کا تصورِ جرم وسزا، اِسلام کا فوجداری قانون، اِسلام کا دستوری قانون، اِسلام کا قانونِ بین الممالک اور اِسلام میں ربا کی حرمت اور بلاسود بینکاری (20)۔

ان موضوعات پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اصل اِسلامی فقہی ورثے کو سامنے رکھتے ہوئے دورِ جدید کی فقہی

اور قانونی اصطلاحات کی مدد سے اِسلامی قانونی فکر سے آگاہی کا یہ پروگرام پیش کیا گیا ہے۔ایک سال کی مدت پر مشتمل یہ کورس فروری 1994ء میں شروع ہوا۔اب تک ہزاروں شرکاء اسے مکمل کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں۔بیسیوں لوگ اپنے خطوط اور ٹیلی فون کالوں کے ذریعے کورس کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔یہاں صرف ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جو شریعہ اکیڈمی کے نام جناب شجاع الحق قریشی، ایم ایس فارمیسی، ڈی ٹی ایل، آر پی ایچ، نیو یورک، (ساکن سلطان احمد روڈ لاہور 54600) کے ایک خط سے لیا گیا ہے:

''میں سمجھتا ہوں کہ ایک سالہ کورس میں جس حجم کا علمی مواد آپ لوگ پیش کر رہے ہیں وہ پاکستان یا بیرونِ ملک کسی بھی یونیورسٹی میں ڈپلومہ کورسز کے مواد سے زیادہ ہے۔میں اپنی بات کے ثبوت کے لیے مثال کے طور پر پنجاب یونیورسٹی لاء کالج کے ڈپلومہ جات ٹیکسیشن لاء(DTL)، لیبر لاء(DLL) انٹیلیکچول پراپرٹی لاء(DIRL) اور بیرونِ ملک سے لندن کالج میں پیش کیا جانے والے ڈپلومہ جات: ایویڈینس لاء، کمرشل لاء اور اسی طرح کے دیگر ڈپلومہ جات کا حوالہ دینا چاہتا ہوں، اور مزید تائید کے لیے میں ایسے ڈپلومہ جات کی ایک فہرست پیش کر سکتا ہوں۔ان دلائل کی روشنی میں میری تجویز ہے کہ اس کورس کا نام ڈپلومہ اِن اِسلامک لاء، یا ڈپلومہ اِن اِسلامک جیورس پروڈینس رکھا جائے''(21)۔

اس قسم کے بیسیوں خطوط اکیڈمی کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں، ٹیلی فون کالز اس پر مزید ہیں۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فقہِ اِسلامی کی امہات الکتب پر مبنی جدید اصطلاحات سے مزین یہ آسان خط و کتابت کورسز قارئین کے لیے کس قدر دِل چسپی اور علم میں اضافے کا باعث ہیں۔

ب) قانونِ اِسلامی: تخصصی مطالعہ (اصولِ فقہ)

یہ کورس بھی ابتدائی کورس کے بعد فقہِ اِسلامی کے وسیع مطالعہ کی سکیم کا حصہ ہے۔اس کے چوبیس درسی اکائیاں صرف اصولِ فقہ کے مضامین پر مشتمل ہیں۔یہ بھی شریعہ اکیڈمی میں تیار ہوا اور اس کا اجراء 2005 میں ہوا۔اب تک کئی ہزار شرکاء اسے مکمل کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں۔اس کورس کی تیاری میں بھی علمی مواد اصول فقہ کی معیاری کتب سے لیا گیا مگر اصطلاحات اور ضروری مثالیں دورِ جدید کے محاورے اور عرف سے بھی لی گئیں۔تقلیدی موضوعاتِ اصولِ فقہ کے ساتھ ساتھ جدید قانون کی اصطلاحات کے مطابق کچھ مضامین بھی اس میں شامل کیے گئے ہیں۔مثال کے طور پر شرائع سابقہ، تقنین، پاکستان میں قوانین کو اِسلامیانے کا عمل، فقہ جعفری اور ظاہری سمیت چھ فقہی مکاتبِ فقہ کا تعارف اور قواعدِ کلیہ (Legal Maxims) اس کورس کے امتیازات میں سے ہے۔

ج) دعوہ اکیڈمی کے خط و کتابت کورسز میں فقہ کا حصہ

شریعہ اکیڈمی کی طرح دعوہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بھی دینی آگاہی کے مختلف پروگرام چلا رہی ہے۔ ان میں سے ایک اسلامی خط و کتابت کورس ہے جو کہ بارہ درسی اکائیوں پر مشتمل ہے۔ اس کے یونٹ نمبر 5,6 اور 8 فقہی مواد پر مشتمل ہیں، جن کے ذریعے شرکاءِ کورس کو نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، معاشرتی معاملات کے فقہی مسائل سے آگاہی بہم پہنچائی جاتی ہے (22)۔

ثانیاً: رجالِ کار کی تربیت

یونیورسٹی میں جہاں اسلامی قانونی فکر کی تدریس کے لیے کلیۂ شریعہ و قانون قائم ہے، فقہ معاشیات و تجارت کے لیے بھی بین الاقوامی حیثیت کا ایک مستقل ادارہ ہے، وہاں رجالِ کار کی تربیت کے لیے شریعہ اکیڈمی کے نام سے ایک مستقل ادارہ بھی کام کر رہا ہے۔ اس میں چار قسم کے تربیتی کورسز ہوتے ہیں۔ اسی طرح یونیورسٹی میں فقہِ معاشیات کی تعلیم و تربیت کا متخصص بین الاقوامی ادارۂ اسلامی معاشیات بھی اپنے مرکزِ تربیت کے زیرِ اہتمام اسلامی معاشیات اور اسلامی بینک کاری کے حوالے سے تربیتی پروگرام منعقد کرتا ہے۔ شریعہ اکیڈمی کے تمام تربیتی پروگراموں میں بنیادی علمی سرگرمی لیکچرز کا سلسلہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شرکاءِ کورس کو اکیڈمی کی طرف سے اپنی منتخب منشورات تحفے میں دی جاتی ہیں، کورس کے دوران شریعہ کی منشورات پچاس فیصد قیمت پر مہیا کی جاتی ہیں، کورسز میں لیکچرز کے علاوہ مجموعاتی مباحثے بھی ہوتے ہیں جن میں ان دنوں کے تازہ مسائل کو موضوعِ بحث بنایا جاتا ہے۔ شریعہ کے کورسز کے موضوعات عموماً تقابلی نوعیت کے ہوتے ہیں جن میں شرکاءِ کورس کو شرعی قانون اور انگریزی قانون کے مختلف فروع میں موازنہ کرنے کا موقع بھی ملتا ہے۔ ان تربیتی پروگراموں کا مختصر تذکرہ درجِ ذیل ہے:

أ) پاکستان کے عدالتی اور قانونی افسران کا کورس

یہ کورس اکیڈمی کی مستقل تربیتی سرگرمیوں میں سے ایک ہے۔ اس کا دورانیہ سولہ ہفتے پر مشتمل ہوتا ہے۔ پہلے اس کا انعقاد سال میں کئی مرتبہ ہوتا رہا، اب کچھ عرصے سے ایک سال میں ایک کورس ہو رہا ہے۔ یہ کورس شریعہ اکیڈمی کے کیمپس میں منعقد ہوتا ہے جس میں آزاد کشمیر سمیت سول جج سے سیشن جج تک کے جوڈیشیل آفیسر شامل ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس کورس میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے شعبہ قانون سے وابستہ افسران، تینوں مسلح افواج کے شعبۂ قانون سے وابستہ افسران، پبلک پراسیکیوٹرز اور ڈسٹرک اٹارنی کی سطح تک کے قانون دان افسران شامل ہوتے ہیں۔ ان کے متعلقہ محکموں کی طرف سے ان کورسز کے لیے باقاعدہ نامزدگیاں ہوتی ہیں۔ ان کورسز میں فقہ، اصول فقہ، جدید فقہی مسائل اور جدید قانونی مسائل کے متعلق مضامین کا مطالعہ شامل ہوتا ہے۔ دورانِ کورس متعدد مطالعاتی دوروں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ملک کے عدالتی اور قانونی نظام کو سمجھنے، قوانین کو اسلامیانے کے عمل سے واقفیت حاصل کرنے اور دیگر عدالتی و قانونی امور سے بہتر آگاہی کے لیے وفاقی

دارالحکومت میں عدالتِ عُظمیٰ، وفاقی شرعی عدالت، اِسلامی نظریاتی کونسل، وزارتِ قانون، دفتر وفاقی محتسب، سہالہ پولیس ٹریننگ کالج اورحتی الامکان صوبائی دارلحکومتوں کی عدالتہائے عالیہ کے دورے کروائے جاتے ہیں جہاں باقاعدہ بریفنگ کے ذریعے شرکاءِ کورس کوان قومی اداروں کے طریقہ کار سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔شرکاء کورس کو دیگر مطالعاتی، تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ فقہی نوعیت کے کسی قانونی موضوع پر ایک مختصر مقالہ لکھنا پڑتا ہے جسے ٹرم پیپر کہاجاتا ہے۔کورس کے آخر میں مصریا سوڈان کے عدالتی نظام کے مطالعہ کے لیے ان میں سے کسی ایک ملک کا دورہ ہوتا ہے جہاں باقاعدہ تدریسی خطابات اور آگہی کی نشستوں پر مشتمل مطالعاتی پروگرام منعقد ہوتے ہیں۔اس دورے کے آخر میں شرکاء کورس عمرے کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین کا سفر کرتے ہیں۔ اور واپسی پر انہیں کورس کی تکمیل کا سٹرفکیٹ دیا جاتا ہے۔اب تک اس نوعیت کے پچاس سے زائد کورس منعقد ہوچکے ہیں۔

ب) اِسلامی قانون آگاہی کورس برائے وکلاء

یہ کورس پندرہ دِن کے دورانیے کا ہوتا ہے جس کا انعقاد وقتاً فوقتاً ملک کے بڑے شہروں میں ہوتا رہتا ہے۔اخبار میں اس کے داخلے کا اشتہار دیا جاتا ہے جس میں شمولیت کے لیے لائسنس یافتہ وکلاءِ کرام درخواستیں دیتے ہیں۔پندرہ دنوں کے دوران شرکاءِ کورس کوفقہ، اصولِ فقہ، جدید فقہی قانونی مسائل اور بعض جدید قانونی مسائل سے متعارف کروایا جاتا ہے۔اکیڈمی پاکستان کے بڑے بڑے شہروں :اِسلام آباد، کراچی، لاہور، پشاور، ملتان، بہاولپور وغیرہ میں اب تک اس طرح کے دسیوں کورسز منعقد کرچکی ہے۔

ج) غیرملکی عدالتی افسران کے کورس

شریعہ اکیڈمی کئی ممالک سے آنے والے مہمان ججز کے متعدد کورسز منعقد کرچکی ہے جن میں سے کچھ کورسز یونیورسٹی کیمپس کے اندر ہوئے اورکئی کورسز مختلف ممالک میں جاکر منعقد کیے گئے۔ان تمام کورسز میں فقہ، اصول فقہ اور، تقابلی مطالعہ قانون وفقہ کوامتیاز حاصل رہا۔

د) اِسلامی معاشیات اور بینک کاری کے کورسز

بین الاقوامی اِسلامی اِدارۂ معاشیات میں ایک مستقل شعبۂ تربیت قائم ہے جہاں ماہرینِ معاشیات کے لیے اِسلامی معاشیات پر مشتمل اور بینک کاروں کے لیے اِسلامی بینک کاری کے موضوع پر SOTP(سینئرآفیسرز ٹریننگ پروگرام کے تحت)کورسز کروائے جاتے ہیں۔یہ تمام کورسز فقہ معاشیات وتجارت کے ضمن میں آتے ہیں، جس کا تذکرہ بین الاقوامی اِسلامی اِدارۂ معاشیات کی اکیڈمک رپورٹ برائے سال 2009ء اور پہلے سے تیارکردہ رپورٹس میں موجود ہے۔

ھ) دعوۃ اکیڈمی کے تربیتی کورسز

اگرچہ دعوۃ اکیڈمی فقہ کا متخصص ادارہ نہیں، مگراس کے تمام تربیتی پروگراموں میں فقہی موضوعات کا ایک معتد بہ حصہ

ہوتا ہے۔مثال کے طور پر اکیڈمی کے International Program for Human Resource Development میں اور اسی عنوان سے قومی تربیتی پروگرام میں آٹھ آٹھ عناوین شریعہ کے تحت اور چھ چھ عناوین اِسلامی معاشیات کے تحت شامل ہیں۔اسی طرح نومسلموں کے بین الاقوامی کورس میں فقہ العبادۃ کے تحت کئی عناوین اور دیگر فقہی موضوعات مختلف عناوین کے تحت شامل ہیں۔ائمہ اور خطباءِ مساجد کے لیے تربیت ائمہ کورس دعوہ اکیڈمی کی ایک مسلسل سرگرمی ہے جس میں تاریخ فقہ، اصول فقہ، قواعد فقہیہ، عائلی فقہی مسائل، جدید فقہی مسائل اور جدید معاشی مسائل کے عنوان کے تحت فقہ کا اچھا خاصا حصہ شاملِ نصاب ہے۔دعوہ اکیڈمی کے تحت مزید کئی قومی، بین الاقوامی پروگرام منعقد ہوتے ہیں جن میں خواتین اور بچوں کے پروگرام بھی ہیں۔ ہر پروگرام میں تدریسِ فقہ کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور شامل ہے (23)۔

ثالثاً۔ تحقیقی کام

بین الاقوامی اِسلامی یونیورسٹی اِسلام آباد کے تدریس فقہ اور فقہی حوالے سے تربیتی پروگراموں کا تذکرہ ہوا۔اس کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی فقہ، اصولِ فقہ اور شریعہ سے متعلقہ موضوعات پر تحقیق وتصنیف کے کام کررہی ہے جو کمیت، کیفیت، نوعیت اور اسلوب کے لحاظ سے ایک معیار پر کاربند ہے۔اس تحقیقی اور تصنیفی کام کی تفصیل بیان کرنے کے لیے مستقل کتاب درکار ہے، اس لیے یہاں شاید صرف اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یونیورسٹی کے تحقیقی کاموں کو درج ذیل قسموں میں بیان کیا جاسکتا ہے:

ادارہ تحقیقاتِ اِسلامی کی مطبوعات

ادارہ تحقیقاتِ اِسلامی اِس یونیورسٹی کا قدیم ترین ادارہ ہے جس کے قیام کی منظوری 1952ء میں ہوئی اور اس نے عملاً 24 / اکتوبر 1954ء کو کام شروع کیا۔ اِس ادارے کے ذمے اِسلامی قانونی فکر پر تحقیقی کام لگایا گیا۔ یونیورسٹی کا حصہ قرار دیے جانے کے بعد بھی ادارے نے اپنے شعبۂ فقہِ اسلامی کے ذریعے فقہ واصولِ فقہ پر قابلِ قدر علمی کام کیے۔جن میں امہات الکتب کے اردو میں تراجم، مصادر قانونِ اِسلامی کا سلسلہ تراجم، جدید موضوعات پر فقہی تالیفات، اور مختلف فقہی کانفرنسوں کے مقالہ جات چھاپنے کا اہتمام کیا۔ ادارے کے زیرِ انتظام تین علمی مجلّات کا اجراء ہوتا ہے جو قومی اور بین الاقوامی سطح پر اپنا ممتاز مقام رکھتے ہیں۔اردو میں فکرونظر، عربی میں الدراسات الإسلامیۃ اور انگریزی میں Islamic Studies علمی اور تحقیقی دنیا میں اپنا معیار رکھتے ہیں۔ان تینوں مجلّات کا مکمل اشاریہ تیار کرکے ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری کی زینت بنایا گیا ہے۔ ہر مجلّے کے اشاریے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں فقہی مضامین کا ایک وافر حصہ ہے جن کے انتخاب و تسوید میں امتِ مسلمہ کے اندر قانونِ فکرِ اِسلامی کا پھر سے شعور پیدا کرنے کا خوب اہتمام کیا گیا ہے۔ادارے کی فقہی مطبوعات کی ایک لمبی فہرست ہے جس میں امہات الکتب کے تراجم، عربی کتب اور جدید موضوعات کی فقہی کتب شامل ہیں۔ امام ابوبکر الخصاف کی ادب القاضی کی شرح از صدر الشہید کا اردو ترجمہ (4 جلدیں)، خالد اتاسی کی شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ کا

اردو ترجمہ، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کی ادب القاضی اور ڈاکٹر تنزیل الرحمٰنؒ کی مجموعہ قوانینِ اسلام ادارے کے فقہی ذوق کی واضح علامات ہیں۔ حال ہی میں یہاں سے فقہِ اسلامی: دلائل ومسائل کے عنوان سے ڈاکٹر وہبہ زحیلی کی مشہورِ زمانہ کتاب الفقه الإسلامي وأدلته کی جلد اول ودوم اور جناب نجات اللہ صدیقی کی مقاصد شریعت بھی شائع ہو چکی ہیں، بقیہ کتب کی تفصیل ادارے کی فہرست مطبوعات میں دیکھی جاسکتی ہے (24)۔

شریعہ اکیڈمی کی مطبوعات

شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ایک ذیلی ادارہ ہے جو اسلامی قانونی فکر کے متخصص ادارے کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہاں کے تربیتی پروگرام، خط وکتابت کے تعلیمی پروگرام اور مطبوعات ومنشورات اور اس کی ریفرنس لائبریری سبھی اس کے تخصص کے ریڈی ریفرنس ہیں۔ اکیڈمی سے اب تک تقریباً 100 سے زیادہ عنوانات پر کتابیں شائع ہوئی ہے۔ ان میں یونیورسٹی کی علمی پالیسی کے مطابق امہات الکتب کے تراجم، مستقل تحقیقی کتب، یونیورسٹی کے لیے نصابی کتب، مراسلت کے قانونِ اسلامی کورسز کی درسی اکائیوں اور شریعہ مونوگرافس کے نام سے موضوعاتی کتابچوں کی اشاعت کا کام جاری ہے۔ امام ابوبکر الجصاص کی احکام القرآن، امام صنعانی کی سبل السلام کے مکمل اردو ترجمے کی اشاعت کے علاوہ یہاں سے تفسیر قرطبی جلد اول، دوم کا اردو ترجمہ اور ہدایہ جلدِ اول کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ان کتب کے ساتھ ساتھ عربی، اردو اور انگریزی میں دور جدید کی قانونی اصطلاحات کی حامل فقہی کتب کی اشاعت اس اکیڈمی کی خدمات میں شامل ہیں جن کی تفصیل اکیڈمی کی فہرست مطبوعات میں دیکھی جاسکتی ہے (25)۔

دعوة اکیڈمی کی مطبوعات

اگرچہ دعوہ اکیڈمی قانونِ اسلامی کا متخصص ادارہ نہیں ہے، تاہم اس کی منشورات میں متعدد فقہی نوعیت کی کتابیں بھی شامل ہیں جو یونیورسٹی کی ہمہ جہت آگاہی کی تعلیمی وتربیتی پالیسی کی شاہد ہیں۔ اکیڈمی کی فقہی مطبوعات بھی اگرچہ دعوتی نوعیت کی ہیں مگر ان میں آپ نے پوچھا کے عنوان سے جدید وقدیم فقہی مسائل کا مجموعہ ایک منفرد نوعیت کی کاوش ہے جس کا پہلا حصہ ڈاکٹر خالد علوی مرحوم کی طرف سے عوامی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے اور اس کا دوسرا، تیسرا اور چوتھا حصہ جناب مصباح الرحمٰن یوسفی کے جوابات سے مزین ہو کر طبع ہوا ہے۔

فکر کی بات

تعلیم اور تکمیلی تحقیق کے حوالے سے یونیورسٹی کا معیار اگرچہ اب بھی بہت سی مماثل جامعات سے بہتر ہے مگر دورانِ تعلیم مصادرِ اصلیہ اور نصوص عربیہ کا جو فہم ماضی میں اس کا طرہ امتیاز رہا ہے اس میں اب ایک گونہ کمزوری نظر آرہی ہے۔ ایم اے اور پی ایچ ڈی لیول پر تحقیق میں بھی وہ طمطراق نظر نہیں آتا۔ کیمپس میں عربی تکلم کا جو معیار ہوتا تھا اس میں عجمیت کا لہجہ جھلکنے لگا ہے۔ شاید یونیورسٹی کی علمی رینکنگ میں اس کا بھی کوئی عمل دخل ہو۔ یونیورسٹی کا ایک بہت بڑا امتیاز یہ تھا کہ دینی

مدارس کے طلبہ کو یہاں کے مخصوص کلیات میں بلا روک ٹوک داخلہ دیا جاتا تھا اور ان طلبہ کو کالجز سے آئے ہوئے طلبہ کے ساتھ ایک ماحول میں تعلیم دی جاتی تو علوم اِسلامیہ میں ان کی سابقہ تعلیم اور یونیورسٹی کا جدید ماحول مل کر مضبوط محققین اور ماہر اساتذہ کی تیار کرنے میں اہم کردار ادا کرتے تھے جو بیان کرنے کی بات نہیں محسوس کرنے کی بات ہے۔نئی پالیسی کے مطابق مدارس کے فضلاء کو شعبہ ہائے قانون وشریعت میں داخلہ حاصل کرنے کے لیے ہائر ایجوکیشن کمیشن سے ایم اے کی مساوی قابلیت کی نہیں بلکہ ایف اے کی مساوی قابلیت کا سرٹیفکیٹ لانے کی شرط لگائی گئی ہے جس کے لیے مطلوبہ مضامین کی تدریس مدارس میں نہیں ہوتی، نتیجہ ان شعبوں میں داخلے کے خواہش مند دینی مدارس کے فضلاء کا داخلہ اب قریب قریب ختم ہی ہوتا جارہا ہے۔ اس سے خطرہ ہے کہ اُس علمی معیار کے لوگ پیدا نہیں ہوسکیں گے جو دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق علومِ اِسلامیہ کی تعبیرِ نو کا کام کرسکیں جو مفکر پاکستان علامہ اقبال کی خواہش بھی تھی اور یونیورسٹی کا تاسیسی مقصد بھی، کیوں کہ اردو بیسڈ یا انگریزی بیسڈ اِسلامی سکالرز جب اصل نصوص تک پہنچ ہی نہیں پائیں گے تو ان کی تعبیر کیسے ہوگی۔ دوسرا اس سے یہ بھی نقصان ہوگا کہ مدتوں سے پاکستان کی حکومتوں کی کوشش رہی ہے کہ مدرسہ ایجوکیشن کو stream line کیا جائے ۔ بین الاقوامی اِسلامی یونیورسٹی اس سلسلے میں شاید کچھ نہ کچھ کردار ادا کررہی تھی اور دینی مدارس کے فضلاء جس رضامندی اور شوق سے اس کی طرف رجوع کرتے تھے اس قدر کامیابی کسی حکومتی پالیسی کو ابھی تک نہیں ہوسکی۔موجودہ صورت حال میں یونیورسٹی ملک وملت کی یہ خدمت بھی نہیں کرسکے گی اور ملک stream lining کے ایک بہت بڑے منصوبے سے محروم ہوجائے گا۔اگر تمام ملکی جامعات میں دینی مدارس کے طلبہ کو مختلف معاشرتی علوم، زبانوں اور دینی علوم کے جامعاتی پروگراموں میں شامل کرلیا جائے تو بہت بڑی قومی اور ملی خدمت سرانجام دی جاسکتی ہے۔اس طرح کی تعلیمی پالیسی شاید بھارت کی کئی قومی جامعات میں موجود ہے جہاں دینی مدارس کے فضلاء کو داخلہ دے کر بنیادی نصابی مضامین کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ تخصصات میں تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔

هذا ما وصلنا إليه والله أعلم

حواشی وتعلیقات

(1) راک لینڈ کے سرکاری مہمان خانے میں طلبہ سے خطاب۔تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، اشاعت 23/مارچ 2005ء ص 17، بحوالہ رہبرِ دکن، 19/اگست 1941

(2) سیالکوٹ کے رہنے والے جناب اصغر سودائی شاعر، ماہرِ تعلیم اور تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن تھے۔آپ نے یہ ترانہ 1944ء میں اپنے زمانۂ طالبِ علمی میں لکھا تھا جو بالآخر تحریکِ پاکستان کا نعرہ بن گیا۔تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، اشاعت 23/مارچ 2005ء، ص 9

(3) تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، ص 28

(4) دلیل الجامعۃ الإسلامیۃ العالمیۃ إسلام آباد، اشاعت جنوری 1992ء، ص 7

(5) دلیل الجامعۃ الإسلامیۃ العالمیۃ إسلام آباد، اشاعت جنوری 1992ء، ص 10-9

(6) دلیل الجامعۃ الإسلامیۃ العالمیۃ إسلام آباد، اشاعت جنوری 1992ء، ص 9

(7) نحو مستقبل الأمۃ، الجامعۃ الإسلامیۃ العالمی (1985ء)، کلیۃ الشریعۃ والقانون

(8) روزنامہ جنگ راولپنڈی، اتوار 31/مئی 2009ء، نوٹس داخلہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام

(9) روزنامہ جنگ راولپنڈی، اتوار 31/مئی 2009ء، نوٹس داخلہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

(10) روزنامہ جنگ راولپنڈی، اتوار 31/مئی 2009ء، نوٹس داخلہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

(11) کلیۃ الشریعۃ والقانون، المناہج الدراسیۃ، البکالوریوس والماجستیر لعام 1998، ص 294-289

(12) المناہج الدراسیۃ: البکالوریوس- الماجستیر، 1418ھ/1998ء ص 13-12

(13) المناہج الدراسیۃ: البکالوریوس- الماجستیر، 1418ھ/1998ء، ثانیا: متطلبات الکلیۃ- المستوی العام- أ- المواد الشرعیۃ، ص 94-41

(14) کلیۃ الشریعۃ والقانون، المناہج الدراسیۃ، البکالوریوس والماجستیر، متطلبات شعبۃ الشریعۃ لعام 1998، ص 156-117

(15) المناہج الدراسیۃ: البکالوریوس- الماجستیر، 1418ھ/1998ء ص 214-213

(16) کلیۃ الشریعۃ والقانون، المناہج الدراسیۃ، البکالوریوس والماجستیر لعام 1998، القسم الثاني: برنامج الماجستیر، ص 219-281

(17) نحو مستقبل الأمۃ، الجامعۃ الإسلامیۃ العالمیۃ (1985ء)، کلیۃ الشریعۃ والقانون

(18) یونیورسٹی پراسپیکٹس 2005-2004، ص 122-100

(19) پراسپیکٹس یونیورسٹی 2005-2004

(20) شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، فہرست مطبوعات برائے سال 2007ء

(21) از ملفات شعبہ مطالعہ قانونِ اسلامی، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

(22) Syllabai& Courses,Natioal/International Training programs, Da`wah AcademyIIUI, page108

(23) دعوہ کے تربیتی پروگراموں کی تفصیل کے لیے دیکھیے:

Syllabi & Courses, National/ International Training programs

(24) فہرست مطبوعات، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

(25) فہرست مطبوعات، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد